خطیب بغدادی: تعارف اور خدمات

(Kha= ┘ b Baghd┐ di: Life and Works)

محمد واحد اللہ ایوب*

محمد ریاض*

محمد فیاض*

Abstract:

Abu Bakr A ╒ mad bin ‘Ali bin Th┐ bit al-Sh┐ fi’i (392-463), commonly known as al-Kha= ┘ b al-Baghd┐ di was a celebrated Sunni Muslim scholar and a historian of his age. Al-Dhahabi praised him as "the most peerless *im┐ m*, a learned scholar and *mufti*, a cautious ╒ *ad┘ th* expert, scholar of his time in ╒ *ad┘ th*, prolific author, and seal of the ╒ *ad┘ th* masters." He inscribed more than 70 books, many of them remaining to our time authoritative manuals in ╒ *ad┘ th* science noted for their insight and wide scope. Ibn ╓ ajar said in his introduction to *Shar ╒ Nukhbat al-Fikar*: "There is hardly a single discipline among the sciences of ╒ *ad┘ th* in which al-Kha= ┘ b did not author a monograph." In this research paper an introduction to Al-Kha= ┘ b al- Baghd┐ di and his seeking of knowledge and services in various fields of Islamic *‘Ul┴ m* has been presented with the hope that it will benefit the researchers and readers.

تمہید

ایک امام اور مربی ہونے کی حیثیت سے نبی کریم ﷺ کے اقتداء کے عملی تقاضوں کو واضح کرنے، آپ ﷺ کے فرامین کو محفوظ کرنے اور انہیں ہر قسم کے شک وشبہ سے پاک کرنے کے لئے جو عظیم الشان علم وجود میں آیا ، علم حدیث کہلاتا ہے جو مسلمانوں کے لئے طرہ امتیاز ہے۔ رسول ﷺ کی حدیث / سنت ہم تک راویوں کی وساطت سے پہنچی ہے۔ ان راویوں کے بارے میں علم ہی حدیث کے درست ہونے یا نہ ہونے کی بنیاد ہے۔ اسی وجہ سے حدیث کے ماہرین نے راویوں کے حالات اور ان سے روایات قبول کرنے کی شرائط بیان کرنے کا اہتمام کیا ہے۔ یہ شرائط نہایت ہی گہری حکمت پر مبنی ہیں اور ان شرائط سے

* لیکچرار شعبہ اسلامیات, نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز اسلام آباد۔

* لیکچرار شعبہ اسلامیات, نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز اسلام آباد۔

* لیکچرار , شعبہ اسلامیات ودینیات، ہزارہ یونیورسٹی، مانسہرہ

ان ماہرین حدیث کے گہرے غور وخوض اور ان کے طریقے کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ ان میں سے کچھ شرائط کا تعلق راوی کی ذات سے ہے اور کچھ شرائط کا تعلق کسی راوی سے حدیث اور خبریں قبول کرنے سے ہے۔ ان ماہرین فن اور علماءحدیث میں سے ایک مشہور نام الخطیب البغدادی کا بھی ہے جنہوں نے اس فن پر گراں قدر کتابیں لکھی ہیں جو رہتی دنیا تک کے علماء حدیث پر ایک احسان کا درجہ رکھتی ہیں ۔ آپ نے علم حدیث کے ساتھ ساتھ دوسرے فنون میں بھی کئی کتابیں لکھیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ خطیب بغدادی رحمہ اللہ نہ صرف ایک محدث تھے بلکہ ایک ہی وقت میں آپ فقیہ، مؤرخ اور اچھے شاعر بھی تھے۔ ذیل میں آپ کے حالات زندگی پیش کیے جارہے ہیں تاکہ آپ کی زندگی کے مختلف گوشے منظرعام پر آسکیں اور اس سے عامۃ الناس کو فائدہ اٹھانے کا ایک موقع فراہم کیا جاسکے۔

نام ونسب

آپ کا نام احمد اور کنیت أبو بکر ہے ۔ سلسلہ نسب یوں ہے : أحمد بن علی بن ثابت بن أحمد بن مدیٰ، أبو بکر۔ آپ الخطیب البغدادی کے نام سے زیادہ مشہور ہیں۔ آپ کے والد أبوالحسن علی عربی الأصل تھے۔ آپ کا خاندان فرات کے مضافات میں حصاصہ کے علاقہ میں سکونت پذیر تھا اور گھڑ سواری کے لیے مشہور تھا آپ کے والد محترم بغداد کے قریب درزیجان نامی گاؤں میں جمعہ اور عیدین کے موقع پر خطیب کے فرائض انجام دیتے تھے۔ آپ بہت اچھے عالم اور قرآن کریم کے حافظ تھے۔

خطابت کے منصب پر تقریبا بیس سال تک فائز رہے۔ خطیب بغدادی کا شمار مشہور حفاظ حدیث میں بھی ہوتا ہے۔ تاریخ بغداد سمیت کئی گراں قدر اور مفید تصانیف (جن کی تعداد ستر اور دوسری رائے کے مطابق سو بتائی جاتی ہے) کے مصنف ہیں[1]

ولادت اور ابتدائی زندگی

خطیب بغدادی رحمہ اللہ ۲۴ جمادی الثانی ۳۹۲ھ کو بروز جمعرات ایک علمی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی زندگی آپ نے درزیجان میں گزاری جو کہ مغربی بغداد میں ایک بڑا گاؤں ہے۔[2] آپ کے والد نے ابتدا ہی سے اپنے بیٹے کی تعلیم وتربیت پر توجہ دی۔ والد محترم نے آپ کو قرآن کریم کی تعلیم کے لئے ہلال بن عبد اللہ الطیبی (ت ۴۲۲) کے ہاں بھیجا جنہوں نے آپ کی بہت احسن انداز میں تعلیم وتربیت کا اہتمام کیا۔ آپ نے قراءات میں منصور الحبال سے بھی استفادہ کیا۔ منصور الحبال کی وفات کے بعد آپ نے قراءات سیکھنے کے سلسلے میں جامع دار قطنی میں ابن الصیدلانی سے استفادہ کیا۔ آپ کو قراءات کے ساتھ ساتھ طلب حدیث کا بھی بڑا شوق تھا۔ طلب حدیث کی پیاس کو بجھانے کے لئے آپ نے اپنے دور کے جس عظیم محدث سے استفادہ کیا وہ ابو بکر البرقانی رحمہ اللہ ہیں۔ خطیب بغدادی رحمہ اللہ آپ کی بے حد قدر کرتے تھے کیوں کہ حدیث کی طرف متوجہ ہونے میں آپ کے ان استاد کا بہت بڑا ہاتھ تھا۔ آپ نے اپنے اس قابل احترام استاد سے بہت ساری مصنفات

سنیں اور ان کو روایت کرنے کی اجازت لی. آپ نے فقہ بھی پڑھا۔ اس ضمن میں دو مشہور شافعی المسلک فقہاء سے استفادہ کیا ۔ ابو الطیب الطبری اور احمد بن محمد المحاملی [3] جنہوں نے طلب حدیث کے سلسلے کو آگے بڑھانے اور اسی پر قائم رہنے کے لئے خطیب بغدادی کی حوصلہ افزائی کی۔ گیارہ سال کی عمر میں آپ نے علماء کی مجالس میں بیٹھنا شروع کیا۔ آپ کے والد محترم نے آپ کو جامع بغداد میں حلقہ ابن رزقویہ میں بیٹھنے کے لئے بھیج دیا اور ان کے ساتھ انکی وفات کے وقت تک رہا[4]۔ آپ کی پہلی سماعت ۴۰۳ھ میں ہوئی۔ شروع سے حدیث کی طرف زیادہ رغبت تھی اس لئے اس کی طلب کے سلسلے میں آپ نے کوفہ، بصرہ، شام، دمشق، نیشاپور، اصبہان، رے، ہمدان، حجاز اور قدس کی طرف علمی سفر کیا۔ جو اس دور کا عام دستور تھا[5]۔

شیوخ

خطیب بغدادی نے جتنے علمی اسفار کیے اور جتنے شہر دیکھنے گئے تو وہاں پر قیام کے دوران بہت سارے شیوخ سے ملنے اور استفادہ کرنے کا آپ کو موقع ملا۔ ان شیوخ کے بارے میں بعض مصنفین نے خطیب بغدادی کا ترجمہ لکھتے وقت ان کو ہزار تک بتایا ہے جن میں بلاد الشرق، جزیرہ، عراق، شام اور حجاز وغیرہ کے ائمۃ الحدیث، حفاظ اور اپنے دور کے کبار فقہاء جیسے أبو نعیم صاحب الحلیۃ، البرقانی، أبو الحسن البزار، ابو عبد اللہ الصوری، ابو سعد مالینی ، قاضی ابو الطیب طبری، ابو الحسن بن المحاملی قاضی وغیرہ شامل ہیں[6]۔

تلامذہ

خطیب بغدادی رحمہ اللہ کے علم کا ستارہ جب طلوع ہو کر چمکنے لگا اور اپنی گراں قدر تصانیف کی بنا پر اپنے عصر کے علماء میں نمایاں مقام حاصل کرنے لگے تو جہاں بھی گئے طلبہ کی ایک بڑی تعداد آپ کی گرد جمع ہوگئی۔ آپ سے آپ کے مصنفات سنتے اور اپنی مرویات آپ کو سناتے۔ یہاں تک کہ جب آپ بغداد واپس تشریف لائے تو آپ کے شیوخ نے بھی آپ سے استفادہ کیا۔ جیسے البرقانی، وابن ماکولا، وابن الآکفانی ، والآسفراینی، ویحیی بن علی الخطیب التبریزی، وابن خیرون وأبی المعالی الشریف المرتضی وغیرہ۔ آپ کے تلامذۃ تو بہت زیادہ ہیں لیکن جن کو زیادہ شہرت ملی ان میں سے فقیہ نصر مقدسی، ابو عبد اللہ حمیدی، ابو نصر ابن ماکولا اور عبد العزیز کتانی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ابن کثیر رحمہ اللہ البدایۃ والنہایۃ میں آپ کا ذکر یوں کرتے ہیں:

آپ مشہور حفاظ میں سے ہیں اور بہت ساری تصانیف کے مصنف ہیں۔ آپ کی تصانیف کی تعداد تقریباً ساٹھ ہے بلکہ کہا جاتا ہے کہ یہ تصانیف سو کے لگ بھگ تھیں۔ آپ کی پہلی سماعت ۴۰۳ھ میں ہوئی۔ بغداد میں آپ کی ابتدائی زندگی گزری۔ فقہ میں آپ نے علی ابی طالب طبری وغیرہ سے استفادہ کیا۔ علم کے حصول کے سلسلے میں آپ نے بصرہ، نیسابور، أصبھان ، ھمذان، الشام اور الحجاز وغیرہ کا سفر کیا۔ آپ خطیب کے نام سے جانے جاتے ہیں اس لئے کہ آپ درب ریحان میں خطبہ دیتے

تھے۔ آپ دمشق بھی تشریف لے گئے جہاں جامع دمشق میں آپ لوگوں کو حدیث کی تعلیم دیتے تھے۔ آپ کی آواز اونچی تھی جو مسجد کے کونے کونے تک پہنچتی تھی۔ آپ واپس بغداد آئے اور اللہ سے یہ سوال کرتے تھے کہ مجھے ایک ہزار دینار دے۔ اور جامع منصور میں تاریخ پڑھانے کا موقع ملے خدا نے آپ کی دونوں دعائیں قبول فرمائیں۔ آپ کو ہزار دینار اور اس کے برابر سونا ملا۔ وفات کے وقت آپ کے پاس دو سو دینار تھے جس کو اہل حدیث کو دینے کی آپ نے وصیت کی۔ آپ کی مشہور تصانیف میں **كتاب التاريخ، كتاب الكفاية، الجامع، شرف أصحاب الحديث، المتفق والمفترق، السابق واللاحق، تلخيص المتشابه في الرسم، فضل الوصل، رواية الآباء عن الابناء، رواية الصحابة عن التابعين، اقتضاء العلم للعمل، الفقيه والمتفقه**، وغیرہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں[7]۔

مرضِ وفات اور وصیت

خطیب بغدادی حجاز مقدس کے سفر سے واپس تشریف لانے کے بعد جامع منصور میں تدریس میں مشغول ہوئے۔ ۴۶۳ھ رمضان کے نصف میں آپ بیمار پڑ گئے۔ چونکہ آپ کا کوئی وارث نہیں تھا اس لئے آپ نے چاہا کہ آپ کی زندگی کا اختتام اچھے اعمال کے ساتھ ہو جائے۔ آپ کے پاس دو سو دینار تھے جن کو طلبہ حدیث میں تقسیم کرنے کا کام آپ نے ابو الفضل بن خیرون کو سونپا۔ آپ نے یہ بھی وصتو کی کہ وفات کے بعد آپ کے سارے کپڑے اور ان کے علاوہ جتنی بھی چیزیں ہیں فقراء و مساکین میں تقسیم کر دی جائیں۔ اور اس طرح آپ نے اپنی تمام مصنفات اور کتابیں بھی عامۃ الناس کو وقف کرنے کے لئے ابن خیرون کے حوالے کر دیں۔ آپ پیر کے دن چاشت کے وقت ۷ ذی الحجہ کو ۴۶۳ھ میں ۷۲ سال کی عمر میں وفات پا گئے[8]۔ آپ کی نماز جنازہ جامع منصور میں القاضی اَبو الحسین محمد بن علی بن المھتدی باللہ نے پڑھائی۔ جس میں علماء کرام، فقہاء اور بڑی تعداد میں عام لوگ شریک ہوئے۔ جنازے سے پہلے ایک جماعت بآواز بلند یہ نعرہ لگا رہی تھی: **هذا الذي كانَ يَذُبُّ عَنْ رسولِ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم - . هذا الذي كانَ يَحفظُ حديثَ رسولِ اللهِ - صَلَّى اللهُ عَليه وسلم** - اَبو اِسحاق الشیرازی شیخ الشافعیہ ان میں سے ہیں جنھوں نے آپ کے جنازے کو کندھا دیا[9]۔ اَبو البرکات الصوفی فرماتے ہیں آپ بشر الحافی کے قریب اس قبر میں دفن کیے گئے جو شیخ اَبو بکر ابن زہراء الصوفی نے اپنے لئے تیار کی تھی۔ وہ ہر ہفتہ وہاں جا کر قبر میں لیٹتے اور قرآن کریم کی تلاوت کرتے۔ جب خطیب بغدادی کی وفات ہوئی تو آپ کی وصیت کے مطابق آپ کو اسی قبر میں دفن ہونا تھا۔ اصحاب حدیث ابن زہراء کے پاس آئے اور ان سے خطیب بغدادی کے لئے اس قبر کا مطالبہ کیا جسے وہ چھوڑنے پر تیار نہیں ہو رہے تھے۔ حاضرین میں سے ایک شخص نے ابن زہراء سے کہا: اتنا بتاؤ کہ اگر بشر الحافی زندہ ہوتے اور آپ ان کے قریب بیٹھے ہوتے اور اس دوران اَبو بکر آ جاتے اور وہ آپ کی جگہ بیٹھنا چاہتے تو آپ کیا کرتے؟ اس نے جواب دیا کہ میں ان کو اپنی ہی جگہ پر بٹھاتا۔ اس شخص نے کہا پھر تو یہی مناسب ہے۔ کہ آپ اپنی قبر بھی ان کے لیے چھوڑ دیں، چنانچہ آپ راضی

ہوئے اور ان کا دل مطمئن بھی ہوگیا[10]۔ ابو الفضل بن خیرون کہتے ہیں کہ آپ کی وفات کے بعد بعض صالح لوگوں نے آپ کو خواب میں دیکھا۔ ان میں سے ایک بندہ اپنے خواب کو یوں بیان کرتا ہے: جب خطیب بغدادی وفات پاگئے تو میں نے آپ کو خواب میں دیکھا میں نے حال پوچھا تو فرمایا: "أنا في رَوحٍ وَرَيْحان وَ جَنَّةِ نَعِيم"

ابو الحسن علی بن الحسین فرماتے ہیں:

میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میرے سامنے ایک شخص کھڑا ہے۔ میں نے اس سے خطیب بغدادی کے حوالے سے دریافت کرنے کا ارادہ کیا۔ وہ خود بول پڑا کہ "أُنْزِلَ وَسطَ الْجَنَّةِ حَيْثُ يَتَعَارَفُ الأبرارُ" وہ تو جنت کے وسط میں اتار دیے گئے ہیں جو ابرار کی ایک دوسرے سے ملنے جلنے کی جگہ ہے۔

ابو القاسم المکی بن عبد السلام المقدسی فرماتے ہیں:

میں بغداد میں شیخ ابو السن بن الزعفرانی کے گھر میں سویا ہوا تھا میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ ہم خطیب بغدادی کے گھر آپ سے ملنے آئے آپ حسب معمول تاریخ پڑھانے میں مشغول ہیں۔ آپ کے ساتھ ایک تو فقیہ ابو الفتح نصر بن ابراہیم ہیں جن کو تو میں جانتا ہوں اور دوسرے شخص جو ساتھ تشریف فرما ہیں ان کو میں نہیں جانتا کیونکہ میں نے کبھی ان کو آپ کی مجلس میں دیکھا نہیں تھا۔ میں نے دریافت کیا یہ کون صاحب ہیں؟ مجھے بتادیا گیا کہ یہ رسول اللہ ﷺ ہیں تاریخ سننے کے لئے تشریف لائے ہیں[11]۔

اخلاق اور مناقب

تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ خطیب بغدادی نہایت دولت مند اور متمول تھے۔ اپنی دولت کو علمائے حدیث اور طلبہ پر خرچ کرتے تھے۔ نہایت خوش آواز، فصیح اللسان، خوبصورت اور قد آور شخصیت کے مالک تھے۔

آپ انتہائی اعلی اخلاق اور صفات عالیہ کے مالک تھے۔ آپ انتہائی سخی تھے۔ اپنے زمانے میں صدقہ و خیرات میں بہت مشہور تھے۔ آپ کا معمول تھا کہ روزانہ کھانا تیار کرکے لوگوں کو کھلایا کرتے تھے۔ ہر سال تقریباً ہزار فقیروں کو کپڑے دیتے تھے اور اسی طرح بیواؤں کو بھی۔ مسکین اور یتیم بچیوں کے لئے جہیز کا انتظام کرتے تھے[12]۔

اپنے اعمال میں مخلص تھے۔ عفیف النفس تھے دنیا سے بے رغبتی کرنے والے تھے[13]۔ مشقتوں کو برداشت کرنے والے تھے، تواضع اور خاکساری آپ میں کھوٹ کھوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ معلومات کو معمولات بنانے کے حریص تھے۔ آپ فرماتے:

"الواجبُ أنْ يكونَ طلبةُ الحديثِ أكملَ الناسِ أدبا، وأشدَّ الْخَلْقِ تواضُعا وأعظمَهم نَزَاهَةً وَتَدَيُّنا وأقلَّهُم طَيْشا وغَضَبا لدوامِ قَرْعِ أسماعِهِم بالأخبار المشتملة على محاسنِ أخلاقِ رسولِ اللهِ- صَلَّى اللهُ عَليهِ وَسَلَّم- وآدابِه وسِيرةِ السَّلَفِ الأخيارِ مِن أهلِ بَيْتِه وأصحابِه..."[14]

"حدیث کے طلبہ کو چاہیے کہ لوگوں میں سب سے زیادہ مؤدب، خاکسار، صاف ستھرے اور دیندار ہوں۔ اور بہت کم غیظ وغضب والے ہوں اس لئے کہ وہ ان احادیث کو سنتے رہتے ہیں جو نبی کریم ﷺ کے محاسن اور اچھے اخلاق پر مشتمل ہیں۔ اور اسی طرح السلف الصالحین، اہل بیت اور صحابہ کی سیرت ان کے سامنے ہے"

حصول علم اور علمی مقام:

خطیب بغدادی بچپن ہی سے علم کے حصول میں مگن رہے۔ یہاں تک کہ ہر علم کا ایک بڑا حصہ آپ کے نصیب میں آیا۔ قرآن پڑھا اور اس سے متعلقہ مختلف قراءات سیکھیں۔ فقہ شافعیہ پڑھتے ہوئے اپنے دور کا ایک بڑے فقہیہ بن گئے۔ شروع میں بغداد میں اپنے وقت کے شیوخ سے استفادہ کیا اور اس کے بعد بصرۃ، الرّيّ، الدّينور، الكوفة، نیسابور، اور دمشق کی طرف سفر کیا۔ اسی طرح حج کے لئے مکہ مکرمہ چلے گئے۔ آپ نے مکہ میں قیام کے دوران پانچ دن میں بخاری شریف کریمۃ المرزویۃ کے سامنے پڑھی۔ خطیب بغدادی نے جن علماء بغدادیین سے علم حاصل کیا ان میں ابو القاسم عبید بن احمد الأزہری، ابو محمد الحسن بن محمد الخلال البغدادی، ابو الحسن احمد بن علی بن الحسین المحتسب، أبو الحسن احمد بن محمد بن احمد، ابو القاسم علی بن المسح التنوخی، ابو علی الحسن بن أحمد، ابو عبد اللہ الحسین بن علی، علی بن محمد السمسار، ابو الفرج الحسین بن علی الطناجیری، ابو الحسین علی بن محمد، ابو طاہر وبمدینۃ صور، وقرأ حمزۃ بن محمد، عبدلالہ بن يحيي اور عبید اللہ بن عمر بن أحمد بن شاہین وغیرہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں[15].

آپ فرماتے: شربتُ ماءَ زمزم ثلاثَ مَرَّات، وسألتُ اللهَ عزَّ وجلَّ ثلاثَ حاجاتٍ، آخذاً بِقولِ النبيِ صَلى اللهُ عَليه وسلَّم "ماءُ زمزم لِما شُرِبَ له، فالحاجةُ الأولى: أنْ أُحدِّثَ بِتاريخِ بَغداد، والثانيةُ: أنْ أُملي الحديثَ بِجامِعِ المنصور، والثالثةُ: أنْ أُدفَنَ إذا مِتُّ عندَ قبرِ بشرِ الحافي[16]. اور یہ تینوں دعائیں آپ کی قبول ہوئیں۔

خطیب بغدادی رحمہ اللہ کا مسلک

شروع میں خطیب بغدادی رحمہ اللہ امام احمد بن حنبل کے مسلک پر تھے لیکن جلد ہی اسے چھوڑ کر امام شافعی رحمہ اللہ کے مسلک کے پیروکار بن گئے۔ ابو الفرج آپ کے مسلک بدلنے کا سبب کو یوں بیان کرتے ہیں:

"وكان الخطيبُ قديماً عَلى مذهبِ أحمدبن حنبل، فَمالَ عنه أصحابُنا لِمَا رأوامِنْ مَيْلِه إلى المبتدعة وآذوه، فانتقلَ إلى مذهب الشافعي، وَتَعَصَّبَ في تصانيفه عليهم، فَرَمَزَ إلى ذَمِّهم، فصرحَ بقدرِ ما أمكنَه، فقال في ترجمةِ أحمدبن حنبل : سيدُ المحدثين، وفي ترجمةِ الشافعي : تاجُ الفقهاء، فَلَمْ يذكر أحمدبالفقه"

ابتدا میں خطیب بغدادی احمد بن حنبل کے مذہب پر تھے پھر جب ہمارے رفقاء نے آپ کو مبتدعہ کی طرف مائل ہوتے ہوئے پایا تو آپ کو اذیت دینے لگے۔ اس پر آپ شافعی مسلک کی طرف منتقل ہوئے۔ اور اپنی تصانیف میں ان کے ساتھ تعصبانہ رویہ اختیار کیا۔ آپ نے رمزا اور صراحۃ دونوں طرح ان کی مذمت کی۔ امام احمد بن حنبل کا ترجمہ لکھتے ہوئے فرمایا : سید المحدثین اور جب امام شافعی کا ذکر آیا تو تاج الفقہاء کہا۔ یعنی امام احمد بن حنبل کو فقیہ کے نام سے ذکر نہیں کیا۔ ایک جگہ امام احمد بن حنبل کے بارے میں یوں کہا : " إيش تَعْمَلُ بِهذا الصَّبِي . إنْ قُلْنا لَفْظُنا بالقرآنِ مخلوق، قال بِدعة، وإن قلنا غيرُ مخلوق، قال بدعة "، اس بچے کے ساتھ کیا کر سکو گے اگر ہم قرآن کے الفاظ کو مخلوق کہیں تو کہتے ہیں بدعت ہے اور اگر غیر مخلوق کہیں تب بھی کہتے ہیں بدعت ہے۔ پھر اس کے بعد آپ نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے اصحاب کے خلاف ممکنہ حد تک لکھا۔[17]

علمی اسفار:

خطیب بغدادی رحمہ اللہ طلب علم کے لئے سفر اختیار کرنے کے بارے میں فرماتے:

"المقصودُ بِالرِّحْلَةِفِي الحديثِ أمران أحدُهما : تحصيلُ عُلــوِ الاسنادِ وقِدَمُ السِّمَاعِ والثانى لقاء الحُفَّاظِ والمُذاكرةُ لهم والاسفادةُ عنهم فإذا كان الأمران موجودينِ في بلدِ الطالبِ ومعدومينِ في غيرِه فــلافائدةُ في الرِّحْلةِ، فالاقتصارُ على ما في البلدِ اَوْلى"[18]

آپ فرماتے حدیث کے لئے سفر دو مقاصد کے لئے کیا جاتا ہے ایک اسناد کے علو کے لئے اور دوسرا حفاظ حدیث سے ملاقات، ان سے مذاکرہ اور استفادہ کرنے کے لئے۔ اگر یہ دونوں مقاصد اپنے ہی شہر میں موجود اور دیار غیر میں مفقود ہوں تو سفر کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ بلکہ اپنے ہی شہر میں رہنا افضل ہے۔ آپ نے صرف بغداد کے اساتذہ اور شیوخ سے استفادہ کرنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ دور دراز کے شہروں اور ملکوں کی طرف بھی سفر کیا۔

بغداد کے قریبی علاقوں کی طرف سفر

حصول علم کے لئے خطیب بغدادی رحمہ اللہ بغداد کے آس پاس شہروں اور دیہاتوں کی طرف تشریف لے گئے جن کے نام آپ نے اپنی کتاب تاریخ بغداد میں ذکر کیے ہیں جن میں سے بعض یہ ہیں:

جرجرایا میں آپ نے بکران بن الطیب السقطی، عکبرا میں الحسن بن شہاب العکبری اور حسین بن محمد بن العاقولی ، بعقوبا میں محمد بن الحسن بن حمدون القاضی، الأنبار میں محمد احمد اللخمی، النہروان میں احمد بن عمر النہروانی اور درزیجان میں أبوالحسین احمد بن عمر بن علی القاضی جیسے کبار شیوخ سے استفادہ کیا[19]۔

کوفہ اور بصرہ کی طرف سفر

جب آپ کی عمر بیس سال ہوئی تو کوفہ سے ہوتے ہوئے بصرہ تشریف لے گئے۔یہاں آپ نے جن شیوخ سے استفادہ کیاان کا ذکر آپ نے تاریخ بغداد میں کیاہے۔ان میں سے بعض کے نام یوں ذکر کیے گئے ہیں: أبوالحسن علی بن القاسم بن الحسن الشاہد، أبوالحسین علی بن حمزۃ، ابوالحسن علی بن احمد بن ابراہیم البزار، أبوعمر القاسم بن جعفر بن عبدالواحد الہاشمی اور علی بن احمد بن محمد بکران الفسوی وغیرہ۔

مشرق کی طرف آپ کا سفر

پہلے سفر کے تین سال بعد آپ نے ایک اور سفر کا ارادہ کیا۔اس دفعہ آپ کو آپ کے شیخ ابو بکر البرقانی نے نیسابور جانے کا مشورہ دیا۔یہاں آپ نے جتنے شیوخ سے ملاقات کی ان میں اکثر أبوالعباس محمد بن یعقوب کے شاگرد تھے۔انِ سے آپ نے احادیث جمع کئے۔ان میں سے ابوالحسن علی بن محمد بن محمد بن احمد بن عثمان الطرازی، ابوحازم عمر بن احمد، أبوالقاسم بن محمد بن عبداللہ السراج اور أبوالفضل عبدالرحمن بن احمد خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

شام کی طرف سفر

خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے شام کا سفر بار بار کیا۔اور یہاں سے گزر کر ۴۴۴ھ میں آپ حج کے سفر پر گئے تھے۔اور حج کے بعد بھی آپ شام تشریف لے گئے۔آپ دمشق میں بہت عرصہ تک رہے۔یہاں آپ نے جامع دمشق میں قیام کیا۔اور اس میں شک نہیں کہ دمشق کے علماء کو جتنا فائدہ آپ نے دیا اتنا استفادہ ان سے نہیں کیا۔اور یہ اس لئے کہ اب آپ اپنے علمی اسفار سے بہت کچھ سیکھ چکے تھے۔اس کے علاوہ آپ حلب اور طرابلس کی طرف بھی تشریف لے گئے۔

حجاز کی طرف سفر

۸ذی الحجہ ۴۴۵ھ کو آپ حجاز مقدس میں داخل ہوئے اور یہاں بھی مشائخ کبار سے آپ کی ملاقات ہوئی۔تاریخ بغداد میں ان کا تذکرہ ملتاہے۔

علمی مقام

خطیب بغدادی رحمہ اللہ اپنے زمانے میں علمی استعداد رکھنے کی وجہ سے فقید النظیر تھے۔ آپ کے علمی مقام کا احاطہ کرنا مشکل سے زیادہ ناممکن ہے۔ آپ ان شخصیات میں سے ہیں جنہوں نے کم وقت میں زیادہ استفادہ کیا۔ المؤتمن الساجی رحمہ اللہ آپ کے بارے میں لکھتے ہیں: "بغداد نے دار قطنی کے بعد خطیب بغدادی سے زیادہ حافظ پیدا نہیں کیا"۔ ابو الفرج عبد الرحمن بن علی بن محمد بن علی الجوزی المنتظم فی تاریخ الملوک والامم میں لکھتے ہیں:

خطیب بغدادی کی ملاقات مکہ میں عبد اللہ بن سلام القضاعی سے ہوئی۔ یہاں آپ نے ان سے سماعت کی۔ اور پانچ دن کی قلیل مدت میں آپ نے صحیح البخاری کریمۃ بنت احمد المروزی کو پڑھ کر سنائی۔ یہاں سے واپس آئے بغداد کی طرف تو رئیس الرؤساء اَبی القاسم بن مسلمۃ، وزیر القائم بأمر اللہ تعالی کے قریب ہوگئے۔ اسی زمانے میں بعض یہودی ایک کتاب رسول اللہ کی طرف منسوب کر رہے تھے جس میں اہل خیبر سے جزیہ کے اسقاط کا مسئلہ تھا۔ اس میں صحابہ کی شہادت درج تھی اور خط حضرت علی بن اَبی طالب کا تھا۔ رئیس الرؤساء نے اسے تحقیق کے لئے اور اس کا کھرا کھوٹا معلوم کرنے کے لئے علی ابو بکر الخطیب پر پیش کیا۔ آپ نے اسے ایک من گھڑت کتاب قرار دے دیا۔ پوچھا گیا کیسے؟ فرمایا: اس میں معاویہ کی شہادت بھی موجود ہے حالانکہ وہ فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے ہیں۔ اور غزوہ خیبر اس سے ایک سال پہلے سات ہجری میں ہوا تھا۔ اور اس میں سعد بن معاذ کی شہادت ہے جو کہ غزوہ خندق میں شہید ہوئے تھے۔ جو پانچ ہجری میں ہوا تھا۔ اسی کا اتنا اچھا اثر ہوا کہ رئیس الرؤساء نے قصاص اور وعاظ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ اس وقت تک کوئی حدیث بیان نہ کریں جب تک وہ اس کو ابو بکر الخطیب پر پیش نہ کریں[20]۔

خطیب بغدادی علماء کی نظر میں

کوئی انسان ایسا نہیں جس کا کوئی دوست یا دشمن اس کی تعریف کرنے والا یا اس پر تنقید کرنے والا نہ ہو۔ خطیب بغدادی رحمہ اللہ کے بارے میں حنبلی اور حنفی مسلک کے چند پیروکاروں کے علاوہ مختلف مذاہب کے عامۃ العلماء، حفاظ، محدثین، اور کبار فقہاء نے اپنے اقوال میں خطیب بغدادی رحمہ اللہ کو ان کے علمی کام، محاسن، اچھے اخلاق او رصفات کی بنیاد پر خراج تحسین پیش کیا ہے۔ ذیل میں ان کے یہ اقوال پیش کیے جاتے ہیں:

- ابن ماکولا رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"معرفت، اتقان، ضبط حدیث، علل اور اسانید کی معرفت میں نمایاں مقام رکھنے والے اہل شان علماء میں سے تھے اور امام دار قطنی کے بعد بغداد میں ان جیسا کوئی نہ تھا"[21]۔

- ابن نقطة الحنبلي فرماتے ہیں:

ہر باانصاف شخص اس حقیقت سے آگاہ ہے کہ خطیب بغدادی کے بعد آنے والے محدثین ان کی کتابوں کے محتاج ہیں[22]

- ابن سمعانی فرماتے ہیں:

"كانَ امامَ عصرِه بلامدافعةِ و حافظَ وقتهِ بلامُنازَعة صَنَّفَ قري بامن مِائةمُصَنَّف صارتْ عُمدةً لِاصحابِ الحديث "

آپ اپنے زمانے کے بلا مقابل امام اور حافظ تھے تقریبا سو کتابوں کے مصنف تھے جو اصحاب حدیث کے لئے سند کی حیثیت رکھتی ہیں۔ آپ کا ایک اور قول ہے کہ:

"خطیب باوقار، پر رعب، ثقہ، فصیح، خوش خط، کثیر الضبط اور علم کے متلاشی تھے"[23]۔

آپ یہ بھی فرماتے ہیں کہ:

" آپ کا درجہ وہی ہے جو کبار ائمہ جیسے یحیٰی بن معین، علی بن المدا ینی اور احمد بن ھیثمہ کا ہے۔ معرفت علم اور حفظ اور حفاظ کا آپ پر خاتمہ ہوتا ہے" [24]۔

- ابن عساکر فرماتے ہیں:

"آپ فقیہ، حافظ، مشہور امام، مصفص اور مکثر الحدیث تھے۔ اور آپ ہی پر محدثین کے دیوان کا خاتمہ ہوتا ہے"[25]

- ابن خلکان فرماتے ہیں:

"آپ متقن حفاظ اور متبحر علماء میں سے تھے۔ آپ کے علم و فضل کو جتنا بیان کیا جائے کم ہے" [26].

- الذھلی فرماتے ہیں:

"آپ اِمام مصنف حافظ ہیں۔ آپ کی طرح کوئی اور نہیں پایا گیا" [27]۔

- ابن الاثیر فرماتے ہیں:

"اپنے زمانے کے امام تھے"[28]

- حافظ ذہبی فرماتے ہیں:

"خطیب بغدادی نے طلب علم کے لئے کئی ممالک کا سفر کیا۔ علوم میں مہارت حاصل کی، کتابیں لکھیں اور جمع بھی کیں" [29]۔

- مؤتمن الساجی فرماتے ہیں:

"بغداد میں میں نے دار قطنی کے بعد خطیب بغدادی کے سوا اس جیسا کوئی نہیں دیکھا"۔

- ابو علی البردانی فرماتے ہیں:

"لعل الخطیب لم یر مثل نفسه"

شاید خطیب نے کسی کو اپنے جیسا دیکھا ہو۔

- ابو اسحاق شیرازی فرماتے ہیں:

"ابو بکر الخطیبُ یُشبِہ بالدارِ القُطنی و نظرائہ فِي معرفۃِ الحدیثِ و حِفظِہ" [30]۔

ابو بکر الخطیب معرفت حدیث اور اس کو حفظ کرنے میں دار قطنی کی طرح تھے۔

- اَبو الخطاب ابن الجراح خطیب بغدادی کی تعریف میں کہتے ہیں:

فاق الخطیب الوریٰ صدقاً و معرفۃ	وأعجز الناس في تصنیفه الکتبا
حمی الشریعۃ من غاوٍ یدنسها	بوضعه و نفی التدلیس و الکذبا
جلی محاسن بغداذٍ فأودعها	تاریخه مخلصاً لله محتسبا
و قال في الناس بالقسطاس منحرفاً	عن الهوی وأزال الشك و الریبا [31]

- الحافظ اَبو طاہر السلفی آپ کی تصانیف کی تعریف میں کہتے ہیں:

تصانیف ابن ثابتٍ الخطیب	ألذّ من الصبا الغضّ الرطیب
یراها إذ حواها من رواها	ریاضاً رأسها ترك الذنوب
ویأخذ حسن ما قد صاغ منها	بقلب الحافظ الفطن الأریب
فأیة راحۃٍ و نعیم عیشٍ	یوازي کتبه أم أي طیب [32]

علمی خدمات

خطیب بغدادی کی علمی خدمات اظہر من الشمس ہیں ۔ جو شوق اور لگن حصولِ علم میں آپ کی ذات میں پایا گیا وہی علم کے نشر و اشاعت میں بھی دیکھا گیا۔ آپ شعبہ تدریس سے وابستہ رہے۔ ابتدا میں جامع منصور بغداد میں درس و تدریس کا اہتمام کیا اور جب شام تشریف لے گئے تو جامع دمشق میں بھی اس معزز پیشہ سے منسلک رہے اور لوگوں کی ایک کثیر تعداد آپ سے مستفید ہوئی۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ ایک مایہ ناز خطیب بھی تھے اور یہ ملکہ آپ کو اپنے والد گرامی سے ورثے میں ملا تھا۔ اس کے علاوہ آپ نے تصنیف و تالیفات میں اہم خدمات سر انجام دیں اور ورثہ میں وہ گراں قدر تصانیف چھوڑیں جن میں

سے بعض تو طباعت کے مرحلہ سے گزریں اور بعض ضائع ہو گئیں جب کہ بعض ابھی تک مخطوطات کی شکل میں مکتبات کی زینت بنی ہوئی ہیں۔ معجم الأدباء اور تاریخ بغداد میں آپ کی تصانیف کا ذکر ملتا ہے ۔ آپ نے جن مجالات میں کتابیں تصنیف کیں ان میں سے الحدیث، علوم حدیث، تاریخ، رجال، فقہ اور اصول الفقہ، اور ادب خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

تاریخ بغداد میں مختلف مجالات سے متعلقہ خطیب بغدادی کی تصانیف کا ذکر یوں آیا ہے۔

علم حدیث میں الخطیب البغدادی کی مؤلفات

الأمالی، کتاب فیہ حدیث (الإمام ضامن و المؤذن ضامن)، حدیث عبد الرحمن بن سمرة و طرقة، حدیث النزول، کتبا في حدیث (نضر الله امرا اسمع منا حدیثا) طریق حدیث قبض العلم، حدیث (طلب العلم فریضة علی کل مسلم)، مجموع حدیث ابی اسحاق الشیبانی، محمود حدیث محمد بن جحادة، و بیان بن بشر، و صفوان بن سلین، و مطر الوراق و مسعر بن کدام، مجموع حدیث محمد بن سوقة، کتاب السنن، مسند أبی بکر الصدیق رضی الله عنه، مسند صفوان بن عسال، مسند نعیم بن همار الغطفانی، حدیث جعفر بن حیان، حدیث الستة من التابعین و ذکر طرقه، المسلسلات، الرباعیات

تخریج الأحادیث

کتاب أطراف الموطأ، جزء فیہ احادیث مالك بن انس عوالی تخریج أبي بکر الخطیب، أمالی الجوهری، تخریج ابی بکر الخطیب، روایة محمد بن البزاز، فوائد ابي القاسم النرسی، تخریج الخطیب، فوائد عبد الله بن علی بن عیاض الصوری الفوائد المنتخبة الصحاح و الغرائب، انتقاء الخطیب من حدیث الشریف ابي القاسم علی بن ابراهیم بن العباس بن ابي الجن الحسیني، الفوائد المنتخبة الصحاح و الغرائب، تخریج الخطیب لابی القاسم الفوائد المنتخبة الصحاح العوالی، تخریج الخطیب، لجعفر بن أحمد بن الحسین السراج القارئ ، مجلس من املاء أبي جعفر بن أحمد بن المسلمة، تخریج الخطیب، منتخب من حدیث ابي بلو الشیرازی وغیرہ۔

مصطلح الحدیث

الکفایة في علم الروایة، الفصل للوصل المدرج في النقل، الإجازة للمعدوم و المجهول بیان حکم المزید في متصل الاسانید۔

آداب المحدث

اقتضاء العلم و العمل، شرف اصحاب الحدیث، نصیحة أهل الحدیث، الرحلة في طلب الحدیث، تقیید العلم، الجامع لاخلاق الراوی و آداب السامع

علم رجال الحديث

الاسماء المبهمة في الأنباء المحكمة، الاسماء المتواطئة والأنساب التكافئة، تلخيص المتشابه في الرسم وحماية ماأشكل منه عن بوادر التصحيف والوهم، تالى التلخيص ، التبين لأسماء المدلسين، التفصيل لمبهم المراسيل ، تمييز المزيد في متصل الأسانيد ، رافع الارتياب في المقلوب من الاسماء والأنساب، الرواة عن شعبة، الرواة عن مالك بن أنس ، روايات الصحابة عن التابعين ، رواية الآباء عن الأبناء، غنية الملتمس في إيضاح الملتبس ، كتاب فوائد النسب ، كتاب المتفق والمفترق ،من حدث ونسى ،من وافقت كنيته اسم أبيه مما لايؤمن وقوع الخطافيه ، المؤتنف في تكملة المختلف والمؤتلف ، المكمل في بيان المهمل ، كتاب الوفيات، السابق واللاحق في تباعد ما بين وفاة الراويين عن الشيخ واحد، كتاب موضع أوهام الجمع والتفريق.

تاريخ

تاريخ بغداد، مناقب الشافعي، مناقب احمد بن حنبل

عقائد

مسألة الكلام في الصفات، القول في علم النجوم

أصول الفقه

الفقيه والمتفقه، الدلائل والشواهد على صحة العمل بخبر الواحد

فقه

نهج (أو منهج) الصواب في أن التسمية آية من فاتحة الكتاب ،إبطال النكاح بغير ولى ،إذا أقيمت الصلاة فلا صلاة إلا المكتوبة، الجهر ببسم الله الرحمن الرحيم في الصلاة ،الحيل، ذكر صلاة التسبيح والأحاديث التى رويت عن النبى صلى الله عليه و آله وسلم فيها، الفاظ الناقلين ، الغسل للجمعة ،القضاء باليمين مع الشاهد، القنوت والآثار المروية فيه على اختلافها وترتيبها علي مذهب الشافعي ،النهى عن صوم يوم الشك ،الوضوء من مس الذكر ، مسألة الاحتجاج للشافعي فيما أسند إليه والرد على الطاعنين بعظم جهلهم عليه .

الزهد والرقائق

بيان أهل الدرجات العلي، كتاب فيه خطبة عائشة في الثناء على أبيها، المنتخب من الزهد والرقائق

الأدب

التنبيه والتوقيف على فضائل الحريف ، البخلاء، التطفيل وحكايات الطفيليين وأخبارهم ونوادر كلامهم وأشعارهم، كشف الاسرار، رياض الأنس إلى حضاير القدس [33]

خطیب بغدادی بحیثیت شاعر

خطیب بغدادی رحمہ اللہ اشعار بھی کہا کرتے تھے ذیل میں نمونے کے طور پر چند اشعار پیش کئے جاتے ہیں

ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں آپ کے ترجمے میں آپ کے یہ اشعار نقل کیے ہیں:

لا تغبطن أخا الدنيا بزخرفها ... ولا للذة وقتٍ عجلت فرحا

فالدهر أسرع شيءٍ في تقلبه ... وفعله بينٌ للخلق قد وضحا

كم شاربٍ عسلاً فيه منيته ... وكم تقلد سيفاً من به ذبحا[34]

ایک اچھے دوست کی صفات میں خطیب بغدادی کے اشعار

لو قيل ما تتمنى قلت في عـــجلٍ ... أخاً صدوقاً أميناً غير خـــوان

إذا فعلت جميلاً ظل يشكـــرني ... وإن أسأت تلقاني بغفـــران

ويستر العيب في سخطٍ وحال رضى ... ويحفظ الغيب في سرٍ وإعلان

حواشي ومراجع

[1] سير أعلام النبلاء، ح لامام شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان الذهبي المتوفى748ھ1374م، أشرف على تحقيق الكتاب وخرج أحاديثه: شعيب الارنؤوط مؤسسة الرسالة، الطبعة التاسعة1413ھ1993م مؤسسة الرسالة بيروت-شارع سوريا-بناية صمدي وصالحة، ج11، ص413

[2] التنبيه والايقاظ لما في ذيول تذكرة الحفاظ، احمد رافع الحسيني القاسمي الطهطاوي الحنفي، عنى بنشره: القدسي دمشق صندوق البريد، ص:۱۱۳۷

سير أعلام النبلاء، ۱۱: ۴۱۴

[4] تاريخ بغداد، ترجمة ابن رزقويه، 1 : 351 .

[5] تاريخ بغداد، الخطيب البغدادى، 4 : 372 .

[6] انظر ما كتبه الدكتور محمود الطحان عن شيوخ الخطيب في رسالته (الخطيب البغدادي وأثره في علوم الحديث)

[7] البداية والنهاية, الحافظ ابي الفداء اسماعيل بن كثير الدمشقي، المتوفى سنة774ھ، حققه ودقق اصوله وعلق حواشيه علي شيري دار إحياء التراث العربي طبعة جديدة محققة الطبعة الاولى1408ھ، ج12، ص126

[8] الوافي بالوفيات، صلاح الدين خليل بن أيبک الصفدي، دار النشر: دار إحياء التراث-بيروت- 1420ھ- 2000م، تحقيق: أحمد الأرناؤوط وتركي مصطفى، ج ۷ ص ۱۹۲

[9] . انظر: البیان والتبیین ، أبي عثمان عمرو بن بحر، الناشر: دار صعب–بیروت، الطبعة الأولی،1968، تحقیق: المحامی فوزی عطوی عدد الأجزاء: 1 ، ص269 - 270

[10] تذکرة الحفاظ، محمد بن احمد بن عثمان الذهبي، دراسة وتحقیق: زکریا عمیرات الناشر: دار الکتب العلمیة بیروت–لبنان، الطبعة الأولی1419ھ، ج3، ص1144

[11] الوافي بالوفیات، صلاح الدین خلیل بن أیبک الصفدي، دار النشر: دار إحیاء التراث-بیروت- 1420ھ- 2000م، تحقیق: أحمد الأرناؤوط وترکي مصطفی، ج 7، ص128

[12] المنتظم في تاریخ الملوک والأمم، عبد الرحمن بن علي بن محمد بن الجوزي أبو الفرج، الناشر: دار صادر–بیروت، الطبعة الأولی،1358, ج8، ص269 .

[13] . معجم الأدباء، یاقوت بن عبد اللہ الحموی ابو عبد اللہ، مصدر الکتاب: موقع الوراقhttp://www.alwarraq.com،ج4،ص31، والتذکرة، محمد بن أحمد بن عثمان الذھبی، ج3، ص1138

[14] الجامع لأخلاق الراوي وآداب السامع، الخطیب البغدادي، دار الحدیث، قاھرہ، مصر، مقدمہ

[15] موارد الخطیب، دار السلام، قاھرہ مصر، ص۳۱،۳۲

[16] الوافی بالوفیات،۷ صلاح الدین خلیل بن أیبک الصفدي، ص ۱۲۷

[17] معجم الأدباء، یاقوت بن عبد اللہ الحموي أبو عبد اللہ، ص۱۴۶

[18] الجامع لاخلاق الراوی، الخطیب البغدادي، ص۱۶۸،۱۶۹

[19] معجم الأدباء، یاقوت بن عبد اللہ الحموي أبو عبد اللہ، 1 :143

[20] تذکرة الحفاظ، محمد بن أحمد بن عثمان الذھبی،۱۱۳۷:۳

[21] . نخبة الفکر في مصطلح أھل الأثر، أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلاني(المتوفی: 852ھ-)لناشر: دار إحیاء التراث العرب– بیروت، عدد الأجزاء: 1، ص: 1

[22] الأنساب، الامام ابي سعد عبد الکریم بن محمد بن منصور التمیمي السمعاني المتوفی سنة562ھ، تقدیم وتعلیق: عبد اللہ عمر البارودي مرکز الخدمات والابحاث الثقافیة دار الجنان، الطبعة الاولی1408ھ- 1988م، بیروت، لبنان، ج۲، ص۳۸۴،۳۸۵

[23] معجم الأدباء، یاقوت بن عبد اللہ الحموي أبو عبد اللہ، ج4، ص30، والتذکرة للذھبي، ج3، ص1138 .

[24] تاریخ دمشق، ابن عساکر، مصدر الکتاب: ملفات وورد من علی ملتقی أھل الحدیثhttp://www.ahlalhdeeth.com ترقیم الکتاب موافق للمطبوع والکتاب مذیل بحواشي المحقق علي شیري، ج2، ص8

[25] الوافي بالوفیات، صلاح الدین خلیل بن أیبک الصفدي، ج1، ص76

[26] . أیضا.

[27] الكامل في التاريخ، أبو الحسن علي بن أبي الكرم محمد بن محمد بن عبد الكريم الشيباني، دار النشر: دار الكتب العلمية- بيروت- 1415ه-، الطبعة: ط2، تحقيق: عبد الله القاضي، ج8، ص110

[28] انظر التذكرة، محمد بن أحمد بن عثمان الذهبی، ص1139

[29] مقدمة شرح النخبة مخطوطة

[30] الوافي بالوفيات، صلاح الدين خليل بن أيبک الصفدي، 7 : 128

[31] أيضا

[32] معجم الأدباء، والتذكرة وغيرها.

[33] البداية والنهاية، ابن كثير، ج١٢، ص١٢٦

[34] أيضا، ج12، ص124